Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ اردو

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

ب

عبد القدیر نیاز

بابت ماہ شوال ۱۳۶۳ سنہ مطابق ماہ اکتوبر ۱۹۴۴ سنہ

ماہ اخاء ۱۳۲۳ ھش

جلد ۴۳ عدد ۱۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعودؑ کی نایاب کتب کا خزانہ

حیرت انگیز رعایت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل نایاب کتب آپکو صرف ہمارے ہاں سے ہی مل سکتی ہیں۔ صرف چند گنتی کی جلدیں موجود ہیں۔ جلد سے جلد طلب فرماویں ورنہ یہ سنہری موقعہ پھر ہاتھ نہیں آئیگا جس پتہ پر کتابیں منگوانی مقصود ہوں، خواہ بذریعہ ریل یا بذریعہ پوسٹ آفس وہ صاف اور خوشخط لکھا جاوے۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے پیشگی ارسال فرماویں۔

کرامات الصادقین	عہ	مباحثہ الحق لدھیانہ	عہ ۴ر
حمامۃ البشریٰ	عہ	مباحثہ الحق دہلی	عہ
نورالحق ہر دو حصہ	عہ	تحفہ قیصریہ	۶ر
سرالخلافہ	عہ	ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جواب	۸ر
تحفہ بغداد	۶ر	شحنۂ حق	۵ر
مباحثہ جنگ مقدس	عہ	آریہ دھرم	۴ر
انجام آتھم	۴ر	آئینہ کمالات اسلام	عہ ۸ر
انوارالاسلام	۸ر	خطبہ عید الفطر	۴ر
سرمہ چشم آریہ	سے		

اس کے علاوہ ہر قسم کی تبلیغی کتب آرڈر آنے پر روانہ کی جاسکتی ہیں۔ بطور نمونہ چند تبلیغی کتب، جنکی قیمت میں حیرت انگیز رعایت کردی گئی ہے حسب ذیل ہیں:۔

فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ	عہ	کلید القرآن مع لغات القرآن	عہ
رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب	عہ ۱۲ر	حمائل معرا خورد	عہ
براہین احمدیہ ریویو مولوی محمد حسین بٹالوی	عہ	خزینۃ العرفان فی تفسیر القرآن مجلد تفسیر ۲۶½ پارے مکمل۔	۳۰ روپے
مقدس چارٹ بصورت کیلنڈر	۱۲ر	پارہ الٓمّٓ	۳ر
چشمۂ صداقت	۶ر	پارہ سیقول	۳ر
درثمین مجلد	۶ر	جرمنی میں تیار شدہ فوٹو دکھڑا ہونیکی حالتیں، حضرت مسیح موعودؑ	عہ
مفتاح القرآن (قرآن پاک کی ڈکشنری)	للعہ		
تفسیر سروری ۸ پارے مکمل بے جلد	سے		

ملنے کا پتہ

مینیجر رسالہ ریویو اردو قادیان (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

ماہنامہ احمدیہ

ریویو آف ریلیجنز (قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحید الاذہان

جلد ۴۳ | ماہِ شوال ۱۳۶۳ ھ مطابق ماہِ اکتوبر ۱۹۴۴ء | عدد ۱۰

فہرست مضامین

روحانی مجالس کے آداب	ص۲	ازجناب مولوی محمد احمد صاحب واقف زندگی۔
حضرت مسیح کی آمد ثانی	ص۵	ازجناب شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ مشرقی افریقہ حال ٹبورا
کیا شادی نہ کرنا نیکی اور مسئلہ تعدد ازدواج پر عمل کرنا گناہ ہے؟	ص۱۳	ازجناب پروفیسر ناصرالدین عبداللہ صاحب وید بھوشن مولوی فاضل کا دیہ تیرتھ۔ قادیان۔
"مسجد اقصےٰ"	ص۲۳	ازجناب بشارت احمد صاحب امروہی مولوی فاضل قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روحانی مجالس کے آداب

(از جناب مولوی محمد احمد صاحب واقف زندگی)

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لا یری علیہ اثر السفر لا یعرفہ منا احد۔ حتی جلس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ ووضع کفیہ علی فخذیہ وقال یا محمد اخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وتقیم الصلوٰۃ وتوتی الزکوٰۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلاً۔ قال صدقت فعجبنا لہ یسالہ ویصدقہ۔ قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ۔ قال صدقت۔ قال فاخبرنی عن الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ قال فاخبرنی عن الساعۃ قال ما المسئول عنہا باعلم من السائل۔ قال فاخبرنی عن اماراتہا۔ قال تلد الامۃ ربتہا وان تری الحفاۃ العراۃ العالۃ رعاء الشاء یتطاولون فی البنیان قال ثم انطلق فلبثت ملیاً ثم قال لی یا عمر اتدری من السائل۔ قلت اللہ ورسولہٗ اعلم۔ قال انہ جبریل اتاکم لیعلمکم دینکم۔

ترجمہ:۔ حضرت عمر بن خطابؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایکدن ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک سفید پوشاک والا اور کالے سیاہ بالوں والا شخص آپہنچا۔ نہ وہ مسافر معلوم ہوتا تھا اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اُسے پہچانتا تھا۔ وہ آگے بڑھ کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھ گیا اور گھٹنے حضور علیہ السلام کے گھٹنوں سے لگا کر ہاتھ رانوں پر رکھ لئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور کہا کہ اے محمدؐ مجھے اسلام کے متعلق بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے کہ تو یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کا رسول ہے۔ اور نماز قائم کرے، رمضان کے روزے رکھے، زکوٰۃ دے، اور اگر راستہ چلنے کی توفیق ہو تو بیت اللہ کا حج کرے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ ہم اس پر حیران ہوئے کہ سوال کر کے خود ہی تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ مجھے ایمان کے متعلق بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور آخری دن پر ایمان لائے اور تقدیر پر یعنی اس کے خیر اور شر پر ایمان رکھے۔ اس پر بھی اس نے کہا کہ آپ نے درست فرمایا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ مجھے احسان کی بابت بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح بندگی کرے کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے۔ کیونکہ اگر تو اُسے نہیں دیکھتا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ قیامت کی نسبت بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا اس کی نسبت سائل سے زیادہ مسئول (یعنی آنحضرت صلعم) بھی نہیں جانتا۔ تب اس نے کہا کہ اس کی علامات ہی بیان فرما دیں۔ آپؐ نے فرمایا اس کی علامات یہ ہیں کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے اور برہنہ پا پھرنے والے بھوکے ننگے گڈریوں کو تو عمارتوں میں مقابلہ کرتے دیکھے۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ تو تھوڑی دیر کے بعد حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ اے عمرؓ جانتے ہو یہ سائل کون تھا؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں تو حضورؐ نے فرمایا کہ یہ جبرائیلؑ تھا جو تمہیں تمہارا دین سکھلانے آیا تھا۔

یہ حدیث نفس مضمون کے علاوہ بعض اور پہلوؤں سے بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ اوّل اسے امام بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کیا ہے جن کی کتابیں تصانیفِ حدیث میں سے چوٹی کی کتابیں ہیں۔ دوسرے اس کے راوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کا مرتبہ و مقام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ تیسرے اس میں سائل جبرائیلؑ فرشتہ ہے۔ اگر سوال کرنیوالا کوئی انسان ہوتا تو یہ واقعہ چنداں اہم نہ ہوتا لیکن فرشتے کا عام مجلس میں نزول اور کلام کرنا اسے بہت اہم بنا دیتا ہے۔ کیونکہ ملائکہ کے متعلق قرآن مجید میں یہ قانون بیان کیا گیا ہے کہ وہ الٰہی حکم کے بغیر نازل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی از خود کوئی بات کرتے ہیں۔ چنانچہ سورہ مریم ع۴ میں فرشتوں کا یہ قول آتا ہے۔ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ۔ کہ (اے مخاطب) ہم تیرے رب کے حکم کے بغیر نہیں اتر سکتے۔ اور سورۃ انبیاء ع۲ میں فرشتوں کے متعلق یہ قانون بیان کیا گیا ہے کہ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ۔ یعنی وہ بات کرنے میں اللہ تعالیٰ سے سبقت نہیں کرتے بلکہ اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ سبقت نہ کرنے سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ مراد ہے کہ نہ بغیر اذن کے بات کرتے ہیں اور نہ اس سے زیادہ بات کہہ سکتے ہیں جتنا کہ انہیں حکم ملا ہو۔ اس قانونِ الٰہی کو مدنظر رکھنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کا اس موقع پر نزول اور اور سوالات کرنا امرِ الٰہی سے تھا۔ پس یہ سب امور ملکر اس حدیث کو غیر معمولی اہمیت دے دیتے ہیں

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کے اِس نزول کا مقصد اتاکم لیعلمکم دینکم میں بیان فرمایا۔ کہ وہ تمہیں تمہارا دین سکھانے آیا تھا۔ یہ واقعہ ۵ھ کے بعد کا ہے۔ کیونکہ اس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ جو ۷ھ میں مسلمان ہوئے۔ اور ۷ھ تک احکامِ شریعت نازل ہو چکے تھے۔ تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے۔ اور اس وقت جبرائیلؑ نے آنحضرتؐ کے بتائے ہوئے امور میں کوئی اضافہ یا ترمیم نہیں کی۔ پس یعلمکم دینکم کے یہ معنے تو نہیں ہو سکتے کہ اس وقت تک صحابہؓ دین سے ناواقف تھے اور جبرائیلؑ کے اُس وقت سوالات کرنے سے انہیں علم ہوا، بلکہ تعلیم دین سے اس جگہ مذہب کی رُوحِ رواں اور اسلام کی اصولی تعلیم کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے۔ چنانچہ اسلام، ایمان اور احسان کی نسبت سوال اس غرض کو ظاہر کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ ایمان کے حصول اور روحانی ترقی کے لئے کچھ ظاہری آداب بھی اس میں بتائے گئے ہیں، جنہیں پیشِ نظر رکھنا مذہب کی برکات اور مرشد کا فیضان حاصل کرنے کے لئے ازبس ضروری ہے۔ جس طرح مغز کی حفاظت کے لئے قشر کو محفوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے اسی طرح ایمان اور روحانیت کی تکمیل کے لئے ظاہری آداب پر عمل پیرا ہونا لازم ہے۔ قرآن مجید میں کئی جگہ اس امر کا وضاحت سے ذکر آیا ہے۔ مثلاً سورۃ حجرات ع۱ میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بعض آداب کی تعلیم دینے کے بعد فرماتا ہے۔ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔ کہ مبادا اِن آداب کو ترک کرنے سے تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں اس کا شعور و احساس بھی نہ ہو۔

ذیل کی سطور میں وہ آداب درج کئے جاتے ہیں جو اِس حدیث سے مستنبط ہوتے ہیں:۔

اوّل:۔ "بینما عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ذات یومٍ" کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ کا یہ معمول تھا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ بلکہ لفظ صحابی ہی دلالت کر رہا ہے کہ ان لوگوں میں خاص بات ہی یہ تھی کہ وہ حضور علیہ السلام کی صحبت میں وقت گذارتے تھے۔ پس ایمانی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ انبیاء اور ان کے خلفاء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واہل اللہ کی صحبت اور ہم نشینی اختیار کی جائے۔ صرف کتابوں کے مطالعہ یا بالواسطہ تعلیم حاصل کرنا کافی نہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان میں بار بار آنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ روحانی ترقی کے لئے مرشد سے بلاواسطہ تربیت حاصل اور ان کے ملفوظات سُننا بھی ضروری ہے۔

دوم:۔ "حتّٰی جلس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم" سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل اللہ کی مجلس میں حتی الامکان ان کے قریب بیٹھنا چاہیئے۔ تاکہ ان کے ارشادات کو پوری توجہ سے سُن سکے۔ اور بیٹھنے سے غافل ہو جانے اور باہر کی آواز وغیرہ توجہ کو ہٹانے والی باتوں کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ قریب بیٹھنے سے توجہ قائم رہنے کے علاوہ مرشد کا روحانی نور اور اس کی توجہ کی تاثیر زیادہ کام کرتے ہیں۔ اور اس سے ایک ذاتی تعلق اور تعارف پیدا ہو جاتا ہے۔ جس سے اسکی توجہ اور دعا کے جذب کا زیادہ امکان ہوتا ہے، جو دُور بیٹھنے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایکدفعہ تین شخص نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آئے۔ مجلس بھری ہوئی دیکھکر ایک واپس چلا گیا اور دوسرا پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا کوشش کر کے آگے آگیا۔ آنحضرت صلعم نے تیسرے آدمی کے فعل پر اظہارِ خوشنودی فرمایا اور دوسرے کے فعل کو بھی ناپسند نہ کیا۔ اور واپس جانے والے پر اظہارِ ناراضگی فرمایا۔

سوم:۔ "وضع کفیہ علی فخذیہ" میں یہ بتایا کہ اہل اللہ کی مجلس میں نہایت ادب اور وقار سے بیٹھنا چاہیئے۔ ایسے طریق سے نہیں بیٹھنا چاہیئے جس سے بے ادبی یا بے پروائی ظاہر ہو۔ صحابہؓ کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ وہ آنحضورؐ کے پاس نہایت ادب اور خاموشی سے بیٹھتے تھے۔ اور اس قدر سکون سے بیٹھتے تھے کہ گویا ان کے سر پر پرندے بیٹھے ہیں اس لئے وہ ہلتے نہیں کہ پرندے اُڑ نہ جائیں۔

چہارم:۔ "شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر" میں صفائی کی تعلیم دی گئی ہے کہ ان مجالس میں پاک و صاف ہو کر جانا چاہیئے۔ کیونکہ ظاہری صفائی کا باطنی پاکیزگی سے گہرا تعلق ہے۔ میلے کچیلے کپڑے اور پسینہ وغیرہ سے بدبو دار بدن اہلِ مجلس کے لئے اذیت کا باعث ہوتا ہے۔ نیز روحانی لوگوں کی ظاہری و باطنی حسیں نہایت تیز ہوتی ہیں میل اور بدبو اور اسی قسم کی دیگر غلیظ باتوں کا (جن کے بعض لوگ عادی ہوتے ہیں اور وہ اُن سے غیر ارادی طور پر بعض دفعہ سرزد ہوتی ہیں) ان کی طبیعت پر ناگوار اثر پڑتا ہے۔ اور بشاشت و انبساط کی بجائے انقباض کی کیفیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیدا ہو جاتی ہے۔

"خوب سفید کپڑوں والا" کا مفہوم تو صاف ہے۔ "شدید سواد الشَّعر" (خوب سیاہ بالوں والا) میں بدن کی صفائی کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ تب ہی خوب سیاہ ہوں گے جب غسل کر کے انہیں تیل لگایا ہوا ہو۔ بال صاف نہ ہوں تو سیاہی مدہم ہو جاتی ہے۔

پنجم:۔ جبرائیلؑ کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوالات پوچھنے میں یہ اشارہ ہے، کہ مرشد اور مرید میں افادہ و استفادہ کا ایک طریق مجلس میں سوال کرنا بھی ہے۔ صرف استماع پر کفایت کرنا لازمی نہیں۔ بلکہ بوقتِ ضرورت سوال کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاسْئَلُوْآ اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ مجلس میں سوال کرنے سے یہ فائدہ ہوتا ہے، کہ سب اہلِ مجلس کے علم میں زیادتی ہوتی ہے۔ اور بعض ایسی باتوں کا علم حاصل ہوتا ہے جن کی طرف عام طور پر توجہ نہیں ہوتی۔

ششم:۔ جبرائیل علیہ السلام نے چار سوال کئے جو بطور نمونہ تھے: کہ انبیاءؑ و خلفاء کی مجلس میں اس قسم کی باتیں دریافت کرنی چاہئیں جن کا ایمان اور روحانیت سے تعلق ہو۔ انبیاءؑ و خلفاء کا وجود نہایت عزیز القدر اور ان کا وقت قیمتی ہوتا ہے۔ اسے دُنیادی اور غیر مفید باتوں اور ایسے سوالات میں صرف نہیں کرنا چاہیئے جن کا روحانیت سے تعلق نہ ہو۔ چنانچہ پہلا اور دوسرا سوال اسلام اور ایمان کے متعلق ہیں۔ جن میں اعمال اور عقائد کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ تیسرا سوال احسان کے متعلق ہے۔ اس میں ایمان کی ترقی اور کمال کا معیار پیش کیا گیا ہے یہ سوال دراصل پہلے دونوں سوالوں کا نتیجہ اور تتمہ ہے۔ کیونکہ اعمال صالحہ اور عقائد حقہ کا لازمی نتیجہ ایمان کی تکمیل ہے۔ اور تعلق باللہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو "دست در کار و دل بایار" کے الفاظ میں ادا فرمایا ہے۔ چوتھا سوال قیامت کی نسبت ہے۔ اس سوال کے ذریعہ ایمانیات میں قیامت پر ایمان کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے علاوہ یہ بتایا ہے کہ ایمانیات کا ایک حصہ عالمِ غیب سے تعلق رکھتا ہے جس پر مجمل ایمان لانے کا حکم ہے۔ اس کی جزئیات اور تفاصیل کی بحث و کرید کا ایمان اور اصلاحِ نفس سے تعلق نہیں ہوتا۔ احادیث میں آتا ہے کہ صحابہؓ اگر اس قسم کے کسی مسئلہ پر بحث کرتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے ناپسند فرماتے۔ چنانچہ جامع ترمذی میں یہ روایت آتی ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضؓ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و نحن نتنازع فی القدر فغضب حتّٰی احمر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وجهه حتّٰی کانّما فُقِئَ فی وجنتیه حبّ الرّمان فقال ابھذا امرتم ام بھذا ارسلتُ الیکم۔ انما ھلك من کان قبلکم حین تنازعوا فی ھذا الامر۔ عزمت علیکم ان لا تنازعوا فیه (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم مسئلۂ تقدیر پر جھگڑ رہے تھے، کہ آنحضرت صلعم گھر سے باہر نکلے اور سخت ناراض ہوئے۔ اور غصہ سے حضورؐ کا چہرہ اسقدر سُرخ ہوگیا کہ گویا آپؐ کے رخساروں پر انار کے دانے نچوڑے گئے ہیں۔ اور فرمایا کیا تمہیں اس کام کا حکم دیا گیا ہے؟ اور کیا میں اِس غرض کے لئے تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں؟ تم سے پہلے لوگ جب اِن باتوں پر جھگڑنے لگ گئے تو تباہ ہو گئے۔ مَیں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ اس بارہ میں نہ جھگڑنا پس اِس سوال میں یہ بتانا مقصود تھا۔ کہ بے شک بعض باتوں پر ایمان لانا فرض ہوتا ہے۔ لیکن انکی تفاصیل کا معلوم ہونا ضروری نہیں۔ اس کے علاوہ اس سوال میں قرب قیامت کی علامات دریافت کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ اس قسم کی غیب سے تعلق رکھنے والی باتوں پر ایمان و یقین پیدا کرنے کے لئے قرائن و علامات کا علم ہونا کافی ہے۔

ھفتم:۔ جبرائیلؑ علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا۔ "اتدری من السائل"۔ (کیا جانتے ہو سوال کرنے والا کون تھا) اس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اللّٰہ و رسولہ اعلم" (اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ اسکی بجائے آپؓ یہ بھی کہہ سکتے تھے، کہ فلاں علاقہ یا قبیلہ کا آدمی معلوم ہوتا ہے۔ یا یہ کہدیتے کہ کوئی اجنبی آدمی ہے۔ اس لئے میں پہچان نہیں سکا لیکن آپؓ نے نہایت لطیف اور مؤدبانہ اور مختصر جواب دیا جس میں یہ تعلیم دی گئی، کہ انبیاءؑ اور ان کے اظلال یعنی خلفاء و اولیاء سے گفتگو باادب اور مختصر ہونی چاہیئے۔ ان کا قیمتی وقت لمبی اور بے ضرورت باتوں میں ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اپنے علم کا مظاہرہ کرنے کی بجائے ان کے ارشادات سُننے کی کوشش ہونی چاہیئے۔ قرآنی آیت فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ بھی اس پر دلالت کر رہی ہے۔ کہ حضورؐ کا وقت باتوں کے شوق میں ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

یہ چند آداب اِس حدیث سے مستنبط ہوتے ہیں جنہیں پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی مجلس میں بیٹھنے اور علم و عرفان کا استفادہ کرنے کا موقع عطا فرمایا ہے جنکو اللہ تعالیٰ حضور کی مجلس میں باریابی کی توفیق بخشے انہیں یہ آداب مدنظر رکھنے چاہئیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیحؑ کی آمدِ ثانی

(از جناب شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ مشرقی افریقہ حال ٹبورا (Tabora))

گذشتہ دنوں نیوزی لینڈ کی ایک کرسچن فیملی کی طرف سے ایک مختصر اشتہار میں یہ شایع کیا گیا تھا کہ مسیح کی آمد ثانی کا ظہور مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۴۲ء کو ہوگا۔ اسی طرح مشرقی افریقہ میں نیروبی سے کے اخبار E.A. Standerd نے ایک خط شایع کیا جس میں یہ لکھا گیا کہ مسیح کی آمد ثانی کا ظہور اب بالکل ہوا ہی چاہتا ہے۔ میں نے جب اس خط کو پڑھا تو اس کے جواب میں ایک مختصر مضمون لکھ کر Standerd اخبار کو بھیجا تا اُسے شایع کر دے۔ مگر چونکہ یہ اخبار عیسائیوں کا ہے۔ بدیں وجہ اس نے میرے اس مضمون کو شایع نہ کیا۔ اور الگ ایک پمفلٹ کی صورت میں وہ اس ملک میں شایع کیا گیا۔ اسی دوران میں نیروبی مجلس خدام الاحمدیہ کے ایک اجلاس میں خاکسار نے اس موضوع پر ایک تقریر بھی کی۔ اس وقت علی الخصوص موجودہ جنگ کی وجہ سے مسیح کی آمد ثانی کے متعلق پھر ایک دفعہ لوگوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ امید ہے ذیل کا مضمون حق پسند احباب کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ۔

عیسائی اِس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کا دوبارہ نزول دُنیا میں ہوگا اور اس اعتقاد کی بنیاد وہ پیشگوئی ہے جو حضرت مسیحؑ نے زیتون پہاڑ پر اپنے حواریوں سے علیحدگی میں بیان کی۔ یہ پیشگوئی متی باب ۲۴ آیت ۱۳ میں سے شروع ہو کر آیت ۱۵ تک چلتی ہے۔

"اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا تو اُسکے شاگرد الگ۔ اس کے پاس آکر بولے ہمیں بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی؟ اور تیرے آنے اور دُنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا؟"

اِس کے جواب میں حضرت مسیح علیہ السلام نے خدا تعالےٰ سے علم پا کر اپنی آمدِ ثانی کے متعلق جہاں خبر دی ہے وہاں ایسے نشانات بھی بتائے ہیں جن کا پُورا ہو جانا اِس بات کا ثبوت ہوگا کہ مسیح کا دوبارہ ظہور دُنیا میں سچ مچ ہو گیا ہے۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ نشانات کا ظہور پہلے ہوگا اور مسیح کی آمد ثانی بعد میں واقع ہوگی لیکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ بات عقل کے خلاف ہے کہ مدعی تو دعویٰ بعد میں کرے اور گواہ اپنی گواہیاں اس کے دعوے سے قبل ہی دینا شروع کر دیں۔ علی الخصوص وہ نشانات جو عذاب سے تعلق رکھتے ہیں وہ ہمیشہ نبی کی آمد کے بعد ظہور میں آتے ہیں۔ آیت مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا بھی اس امر کی وضاحت کر رہی ہے اور دیگر انبیاء کے حالات سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے۔ حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کے زمانہ کو ہی لے لو۔ پہلے انہوں نے اپنی نبوت کو پیش کیا، لوگوں نے ان کی مخالفت کی، بُرا بھلا کہا اور دکھ و اذیت دی۔ بعد میں ان کے مخالفین اور دشمنوں پر عذاب آیا۔ اسی طرح وہ نشانات جو حضرت مسیحؑ کی آمد ثانی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور ان میں قوموں کی تباہی و بربادی یا دوسرے عذابوں کی خبر دی گئی ہے، ان کا پورا ہونا گویا اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے ظاہر ہونے سے قبل مسیحؑ کی آمد ثانی واقع ہو چکی ہے۔

مسیحؑ نے اپنی آمد ثانی کی خبر دیتے ہوئے جو نشانات بیان کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ :۔

"قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کریگی۔ اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے"۔ "جیسے بجلی پُورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا"۔ "سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا۔ اور ستارے آسمان سے گریں گے۔ اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی"۔ "جیسا نوحؑ کے دنوں میں ہوا ویسا ہی ابن آدم کے آنے کے وقت ہوگا"۔ "جس گھڑی تمہیں گمان بھی نہ ہوگا ابن آدم آ جائے گا"۔ (متی باب ۲۴)

اِن علامات اور دانیال کی پیشگوئی کہ "جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی ایک ہزار دو سو نوے دن ہوں گے۔ مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے۔ اور ایک ہزار دو سو پینتیس روز تک آتا ہے۔" (دانیال باب ۱۲۔ آیت ۱-۲) کو سامنے رکھ کر مسیحؑ کی آمد ثانی کے متعلق مختلف حسابات لوگوں نے نکالے ہیں۔ پہلے انیسویں صدی کے وسط میں عیسائی علماء لاہوت اور ہیئت دانوں نے اس پیشگوئی اور دیگر پیشگوئیوں کے پیش نظر مسیحؑ کی آمد ثانی کے متعلق حسابات نکالے تھے اور اعلان کیا تھا کہ وہ ۱۸۶۸ء میں آنے والا ہے۔ لیکن آخری حساب جو کہ اپنے اندر علم قواعد کی رُو سے وضاحت اور یقین بلکہ تحدی کا رنگ رکھتا ہے۔ وہ حساب ہے جو انگلستان کے مشہور و معروف ہیئت دان علامہ سے۔ بی۔ ڈبل بی نے انیسویں صدی کے آخر میں پیش کیا اور بتایا کہ ۱۸۹۵ء مسیحؑ کی آمد ثانی کے ظہور کی آخری تاریخ ہے۔ یعنی ہو سکتا ہے کہ وہ اس تاریخ سے کچھ پہلے آ جائے لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آخری حد سے وقت بڑھ جائے اور مسیح کی آمد ثانی واقع نہ ہو۔ اور علامہ موصوف نے لکھا کہ:۔

"ضرور ہے کہ ہمارے خداوند مسیح کے دوبارہ آنے کے بعد یہ سب نشانات ظاہر ہوں"۔

(Appointend Time ص ۲۶۴)

اس اعلان نے عیسائی دنیا میں ایک شور برپا کر دیا اور ان کی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھیں اور انتظار کرنے لگیں کہ مسیح کی آمد ثانی اب واقع ہونے کو ہے۔ مسلمانوں کے حساب سے بھی تیرھویں صدی ہجری یعنی انیسویں صدی کا آخری دہاکہ تھا جس میں مسیح موعود نے آنا تھا۔ (حجج الکرامہ مصنفہ نواب صدیق حسن خاں) الغرض یورپ اور ایشیا، نئی دنیا اور پرانی دنیا، ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک بنی آدم جو مدت سے ایک نجات دہندہ ابن آدم کی انتظار میں تھے؛ یک زبان ہو کر پکار اُٹھے، وہ دیکھو تو وہ قریب آ رہا ہے۔ اور ۱۸۹۶ء کا ایسٹر اس کی آمد کی آخری حد ہے۔ ضرور ہے کہ وہ اس سے پہلے یا اس سال میں آئے۔ اس نقارہ خلق کا کسی نے انکار نہ کیا، بلکہ اقرار کیا کہ ان کے سابقہ اندازے سب غلط تھے۔ اور یہ حساب جو پیش کیا گیا ہے وہ صحیح اور یقینی ہے۔

۱۸۶۸ء بلکہ انیسویں صدی کا آخری ۱۸۹۶ء بھی گذر گیا۔ لیکن دنیا کے نزدیک آنے والا نہ آیا۔ جنگ عظیم کے حالات نے پھر ایک امید ان لوگوں کو بندھوا دی اور کہا جانے لگا کہ "اب آنے والا آنے کو ہے"۔ لیکن وہ وقت بھی گذر گیا۔ اب موجودہ عالمگیر جنگ کی تباہیوں نے پھر ایک امنگ عیسائی دنیا اور دوسرے لوگوں میں پیدا کی ہے۔ جیسا کہ Standreel . A . E میں Karichs کے کسی عیسائی کا خط شائع ہوا ہے۔ اور نیوزی لینڈ کی ایک کرسچن فیملی نے تو ۷ ار جولائی ۱۹۴۳ء کی تاریخ پھر مقرر کر دی۔ کہ مسیح کی اب آمد بالکل آنے کو ہے۔ لیکن یہ وقت بھی گذر گیا۔ اور دنیا ابھی تک یہی کہہ رہی ہے کہ آنیوالا ابھی تک نہیں آیا۔

حالانکہ مسیح کی آمد ثانی کے بعد ظاہر ہونے والے نشانات ایک ایک کر کے گذرتے جا رہے ہیں اور دنیا باوجود اقرار کرنے کے کہ ان نشانات کے ظاہر ہونے کے معنے یہ ہیں کہ وہ آچکا ہے۔ پھر یہ خیال کئے بیٹھے ہیں کہ وہ ابھی تک نہیں آیا۔ زمین نے بھی اور آسمان نے بھی انبیاءؑ کے قبل از وقت بتائے ہوئے نشانات دکھائے۔ طاعون اور مری بھی پڑی، اور دنیا کے ایک حصہ کو برباد کیا۔ قحط اور زلزلے نے بھی دنیا میں خطرناک آفتیں برپا کیں۔ زلزلوں کے متعلق تو کہا جاتا ہے گذشتہ آٹھ نو سو سال میں ایسے خطرناک نہیں آئے۔ جیسا کہ گذشتہ نصف صدی میں آئے۔ قحط باوجود ریلوں اور جہازوں کی ایجادوں کے ایسا پڑا ہے کہ روس، چین، ہندوستان اور کئی دوسرے علاقوں میں اس قدر تعداد میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگ تباہ ہوئے ہیں کہ پہلے اس سے اس قدر تباہی نہ آئی تھی - ہر دیکھنے والا دیکھ سکتا ہے - اور سوچنے والا سوچ سکتا ہے کہ سورج اندھیرا ہو چکا ہے - چاند کی روشنی جاتی رہی ہے - اور ستارے گر رہے ہیں - اور آسمان کی قوتیں ہلائی گئی ہیں - کیونکہ آسمان اور زمین کا قطع تعلق ہو گیا اور انسان نے اپنے پیدا کرنیوالے سے منہ موڑ لیا بلکہ اس کے خیال تک کو ترک کر دیا - بے دینی کی ظلمت چھا گئی اور ایسا غلبہ ہوا کہ اسکی نظیر نہیں ملتی - روحانی طور پر اس پیشگوئی کا یہی مطلب تھا - اگرچہ ظاہر طور پر بھی سورج اور چاند تاریک ہوئے اور ستارے بھی بڑی کثرت سے گرے -

اور جیسا کہ لکھا گیا تھا، اس کے مطابق یہ بھی ہر ایک نے مشاہدہ کر لیا کہ قوم قوم پر چڑھی اور بادشاہت نے بادشاہت پر حملہ کیا - اس زمانہ میں نہ صرف عالمگیر جنگ میں بادشاہتوں نے بادشاہتوں پر حملہ کیا بلکہ قومیں بھی دوسری قوموں پر چڑھیں - اس سے پہلے کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا کہ ایک ہی وقت میں قوموں نے قوموں پر اور بادشاہتوں نے بادشاہتوں پر حملہ کیا ہو - لیکن اس زمانہ میں یہ دونوں قسم کی جنگیں ایک ہی وقت میں لڑی جا رہی ہیں -

غرض جو کچھ خدا کے برگزیدہ مسیح نے اپنی دوبارہ بعثت کے متعلق کہا تھا وہ لفظ بلفظ پورا ہو چکا اور جس نے آنا تھا وہ آ بھی چکا - لیکن افسوس کہ ان لوگوں نے اس کی آمد کے وقت کے متعلق تو غور و فکر کیا اور حسابات بھی نکالے - لیکن اس بات پر غور نہ کیا کہ اس کا ظہور کس طریق پر ہو گا - اور باوجود اس کے کہ ان کے اندازے دن بدن غلط ثابت ہو رہے ہیں پھر بھی ان کا دماغ ابھی تک اس طرف منتقل نہیں ہوا کہ وہ سوچیں کہ کیا فی الواقعہ وہ اپنی اصل شکل و صورت میں آئے گا یا کسی اور طریق پر ظاہر ہو گا - اصل بات یہ ہے کہ جو آنے والا تھا وہ عین وقت پر آیا - لیکن جس طرح یہودی ایلیا کی آمد ثانی پر دھوکا کھا گئے اور ایلیا کو شناخت نہ کر سکے - اسی طرح مسیح جب اپنی آمد ثانی کے موقعہ پر ظاہر ہوا تو اسے بھی لوگ شناخت نہ کر سکے اور دھوکہ کھا گئے - حالانکہ اس سوال کو اللہ تعالےٰ نے خود مسیح علیہ السلام کے ذریعہ حل کر دیا تھا اور مسیح کے نزول سے پہلے ایلیا کے دوبارہ نزول کی پیشگوئی میں اس قسم کے تمثیلی کلام کی حقیقت کو ظاہر کر دیا تھا - پس آنیوالا مسیح آسمان سے نہیں بلکہ اسی دنیا سے پیدا ہونا تھا - اور وہ حضرت احمد علیہ السلام کے وجود میں ظاہر ہو چکا - جو لوگ باوجود کل پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے اُسے تسلیم نہیں کریں گے وہ انتظار کرتے چلے جائیں گے - یہاں تک کہ تھک کر ان میں سے بعض تو اس کی آمد ہی کے منکر ہو جائیں گے جس طرح یہود نے کیا - اور بعض مایوسیوں کے گڑھے میں گر جائیں گے -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حق تو یہ ہے کہ جس نے آنا تھا وہ نوشتوں کے مطابق آدھی رات کو آیا اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا۔ بے شک وہ آسمانی بادشاہت کا دُولہا بن کر آیا۔ لیکن ایسے وقت جبکہ کنواریاں سو چکی تھیں اور ان کی مشعلوں کا تیل ختم ہو چکا تھا۔ یہ خدا کا مسیحؑ تھا جو بادلوں پر سے یعنی دُنیا والوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہو کر اور صرف آسمان والوں کی نظروں کے سامنے دُنیا میں نازل ہو گیا۔ لیکن جس طرح ایلیاہ کے نزول کے وقت ہوُا وہ اس مسیحؑ کے آنے کے وقت بھی ہوُا اور لوگوں نے بوجہ تمثیل کے نہ سمجھنے کے اس کا انکار کر دیا اور اُسے رد کر دیا۔ لیکن خدا نے اسے قبول کیا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کیا۔

اور جیسا کہ لکھا تھا کہ وہ مشرق سے آئے گا اور ۱۲۹۰ھ دن ہوں گے کہ وہ ظاہر ہوگا وہ مشرق میں پیدا ہوُا۔ اور ۱۲۹۰ھ ہجری میں آنے والے نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اور علامہ ڈمبل کے اندازہ کے مطابق ۱۸۹۸ء سے پہلے اس کا نزول ہوُا۔ اس کا نام احمدؑ تھا۔ قادیان میں ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوُا اور ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا۔

اور یہ جو کہا گیا تھا، کہ وہ ان مصائب کے بعد جاہ و جلال کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ اس میں اس غلبہ اور قوت کی طرف اشارہ تھا جو مسیح موعودؑ کے ماننے والوں کو خدا تعالےٰ کی طرف سے حاصل ہوگا چنانچہ حضرت احمد علیہ السلام نے خدا سے خبر پا کر فرمایا:۔

"اے تمام لوگو! سُن رکھو، یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان کو بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دیگا اور حُجت و بُرہان کی رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشیگا۔ وہ دن آتے ہیں، بلکہ قریب ہیں، کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔" (تذکرۃ الشہادتین)

اسی طرح آپ نے فرمایا:۔

"ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہ ہوگی کہ عیسیٰؑ کو انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید ہو کر اور بدظن ہو کر اس عقیدہ کو چھوڑ دینگے اور دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھیگا اور پھُولیگا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا شادی نہ کرنا نیکی اور مسئلہ تعدد ازدواج پر عمل کرنا گناہ ہے؟

(از جناب پروفیسر ناصر الدین صاحب عبد اللہ وید بھوشن مولوی فاضل کاویہ تیرتھ۔ قادیان)

پنڈت لیکھرام صاحب نے اسلام اور قرآن کریم اور سید المعصومین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر جو گندے اعتراضات کئے ہیں، مذہبی کتب سے دلچسپی رکھنے والے حضرات سے وہ مخفی نہیں پنڈت جی نے اپنی ایک کتاب میں آنحضرت صلعم اور سوامی دیانند جی کا باہمی مقابلہ کرتے ہوئے بڑے فخر سے یہ بتایا ہے کہ آنحضرت صلعم نے کئی شادیاں کیں اور پچپن برس کی عمر کے بعد بھی کیں۔ اور ایک وقت میں ان کے ہاں کئی بیویاں تھیں۔ مگر سوامی جی عمر بھر (برہمچاری) مجرد رہے۔ اس لئے سوامی جی حد سے زیادہ نیک، نفس کو کچلنے والے اور پاک انسان تھے۔ مگر آنحضرت صلعم شادی اور مسئلہ تعدد ازواج پر عمل کرنے کے باعث (نعوذ باللہ من ذالک) اس کے بالکل برعکس تھے۔ ان کا باہمی مقابلہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے وغیرہ وغیرہ (نعوذ باللہ)

انہوں نے مجرد رہنا بہت بڑی نیکی اور شادی کرنا اور پھر مسئلہ تعدد ازواج پر عمل کرنا بہت بڑا گناہ اور نفس پرستی قرار دیا ہے۔ ایسے ہی ابھی حال ہی میں سیدنا حضرت امیر المومنین نے جو زمانہ حال کے سب نوجوانوں سے بھی زیادہ کام کرنے والے اور اعلیٰ صحت کے مالک ہیں نکاح کیا ہے۔ اس پر بھی بعض ہندو مسلمان اعتراض کر رہے ہیں۔ اس لئے نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان دونو مسائل کے متعلق اختصار سے کچھ عرض کیا جائے۔

کیا مجرد رہنا از روئے ویدک دھرم اور اسلام بہت بڑی نیکی ہے؟

اگر سیدنا حضرت امیر المومنین کے نکاح پر صرف اپنے مذہب سے بالکل بے خبر ہندو اعتراض کرتے تو کوئی تعجب کی بات نہ تھی کیونکہ یہ اُنہی بزرگوں کی اولاد ہیں جنہوں نے ویدوں جیسی مقدس کتب میں [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زمین پر پڑا تھا۔ دیوتا اپنی پیٹھوں پر اٹھا کر اُسے اُوپر لے گئے۔" (کرشن یجر وید) اور پھر ایک مدت تک یہ لوگ پورے یقین و اطمینان سے یہ بات کہتے رہے کہ "کوہ ہمالیہ سے اُس پار دوسری طرف دُنیا ہی نہیں بلکہ دُنیا کی آخری حد یہ کوہ ہمالیہ ہی ہے۔" اب اگر ان کی اولادیں آج سیدنا حضرت امیر المومنین کی ذات بابرکات پر اعتراض کریں تو کیا تعجب ہے۔

مگر افسوس ہے کہ بعض مسلمان بھی اپنی ناواقفیت کے باعث ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اسلئے ہم دونوں مذاہب کی تعلیم کی روشنی میں ان دونو مسائل کو حل کرتے ہیں۔ سو یاد رہے کہ ویدک دھرم نے شادی کو اتنی بڑی نیکی اور شادی نہ کرنیکو اتنا بڑا گناہ بتایا ہے، کہ نجات کا دارومدار ہی شادی کرکے بیٹے پیدا کرنیکو قرار دیا ہے۔ اس کے بغیر باقی سب نیکیاں بلکہ بھی انسان کی نجات کا باعث نہیں ہوسکتیں محض شادی ہی نہیں، بلکہ شادی کرکے بیٹے پیدا کرنے سے ہی نجات حاصل ہوسکتی ہے، اس کے بغیر نہیں۔ چنانچہ ویدوں کی مستند اور مشہور ڈکشنری "نرکت" میں لکھا ہے کہ بیٹے کو پتر کیوں کہتے ہیں؟ اس کا جواب یہ دیا ہے کہ :-

"پُم نرکم تتس ترایتے اتی پترہ۔" (صـ۱۴)

ترجمہ :- "پُم جہنم کا نام ہے۔ بیٹا اس سے نجات دیتا ہے۔ اسلئے بیٹے کو پُتر کہتے ہیں۔" یعنی خواہ انسان کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو بغیر بیٹا پیدا کئے وہ جہنم سے بچ نہیں سکتا۔ جہنم سے بچنے اور نجات حاصل کرنے کا ذریعہ محض بیٹا پیدا کرنا ہے۔ اس لئے اس کا نام ویدوں کی ڈکشنری نے پُتر بتایا ہے۔" آگے ملاحظہ ہو اتری دھرم شاستر ادھیائے ۱ شلوک ۵۳، ۵۴ :-

ترجمہ :- "باپ اگر مرتے وقت بھی اپنے پیدا ہوتے ہوئے بیٹے کا مُنہ دیکھ لے تو بھی وہ جنت کو جاتا ہے۔ بیٹے کے پیدا ہوتے ہی باپ پاک ہو کر جنت کا حقدار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بیٹا جہنم سے بچانے والا ہے اس لئے بہت سے بیٹوں کی آرزو کرنی چاہیئے۔" آگے ملاحظہ ہو وسشٹھ دھرم شاستر ادھیائے ۱۷ :-

ترجمہ :- باپ اگر مرتے وقت بھی اپنے پیدا ہوتے ہوئے بیٹے کا مُنہ دیکھ لے تب بھی اسکی نجات ہو جاتی ہے۔ لیکن جس کا بیٹا کوئی نہیں اس کی نجات نہیں ہوسکتی۔"

یہی وجہ ہے کہ سنسکرت کی کئی کتب سے ثابت ہے کہ بعض نیک سے نیک راجاؤں (دلیپ وغیرہ) کے ہاں کوئی بیٹا نہ تھا وہ اپنے بزرگ رشیوں کے پاس گئے کہ "بوجہ بیٹا نہ ہونیکے ہم جہنمی بن رہے ہیں آپ خدا سے بیٹا دلائیں۔" ان بزرگ رشیوں نے بیٹے کے حصول کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترکیب بتائی جس سے ان کے ہاں بیٹے ہوئے اور وہ اس سے نجات یافتہ بنے۔ یہی وجہ ہے، کہ مجرد مرد کو ویدک دھرم نے نہ صرف جہنمی بلکہ آدھا اور ادھورا انسان کہا ہے۔ ملاحظہ ہو ویاس دھرم شاستر ادھیائے ۲ شلوک ۱

ترجمہ:۔ "جب تک انسان شادی نہیں کرتا تب تک وہ آدھا اور ادھورا ہی رہتا ہے"

اس مختصر سے بیان سے حسب ذیل باتیں ثابت ہوگئیں:۔

(۱) جو شخص شادی کرتا اور اس کے ہاں بیٹے پیدا ہوتے ہیں، وہ ازروئے ویدک دھرم مردِ کامل اور بعد الموت جنت کو جاتا ہے۔

(۲) جس آدمی کے ہاں زیادہ بیٹے پیدا ہوتے ہیں یعنی کئی شادیاں کرتا ہے وہ بہت زیادہ نیک اور نجات یافتہ ہے۔

(۳) جو آدمی شادی کرتا مگر اس کے ہاں بیٹے پیدا نہیں ہوتے وہ اس دنیا میں تو کامل مگر بعد الموت جہنمی ہے اس کی نجات نہ ہوگی۔

(۴) جو مرد شادی نہیں کرتا وہ اس دنیا میں ناقص اور ادھورا اور بعد الموت سیدھا جہنم کو جاتا ہے اس کی نجات نہیں ہوسکتی۔

یہی وجہ ہے کہ کئی رشیوں نے کئی کئی بیویاں رکھی ہوئی تھیں اور سب سے بڑے اوتار حضرت کرشن ؑ نے (جیسا کہ آگے ہم بتائیں گے) ایک وقت میں آٹھ درجن سے زیادہ بیویاں رکھی ہوئی تھیں اور بہت سے بیٹے بیٹیاں پیدا کئے تھے۔

اب رہا اسلام۔ سو یاد رہے کہ اس نے بھی مجرد رہنے کو نیکی نہیں بلکہ گناہ قرار دیا ہے۔ بانیٔ اسلام ؐ کا صاف ارشاد ہے لا رہبانیۃ فی الاسلام کہ اسلام مجرد رہنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلامی تعلیم پر عمل کرنے والے سب سے افضل آنحضرت صلعم ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو حکم دیتا ہے وَلَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ کہ اے لوگو! محمدؐ رسول اللہ تمہارے لئے بہترین نمونہ ہیں۔ جب حضورِ انورؐ کی لائف کو ہم دیکھتے ہیں تو حضورؐ نے نہ صرف مجرد رہنے کی قولاً اور فعلاً نفی فرمائی، بلکہ کئی عورتوں سے آپ نے نکاح کئے اور پچپن برس کی عمر کے بعد ایک وقت میں حضورؐ کے ہاں کئی ازواج مطہرات موجود رہیں۔ لہٰذا مجرد رہنا ازروئے ویدک دھرم اور اسلام گناہ اور شادی کرنا، بلکہ کئی نکاح کرنا اور بیٹے بیٹیاں پیدا کرنا نیکی اور نبیوں اور اوتاروں کی پاک سُنّت ہے۔ اس لئے پنڈت لیکھرام صاحب کا آنحضرت صلعم کی ذاتِ بابرکات پر اعتراض کرنا اور موجودہ بعض لوگوں کا سیدنا حضرت امیر المومنین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے نکاح پر اعتراض کرنا اس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ یہ لوگ نہ صرف تنگدل ہیں، بلکہ اپنے اپنے مذہب اور اپنے اپنے بزرگوں کے حالات سے بھی بالکل ناواقف ہیں۔

عقلاً اور مشاہدۃً بھی مجرّد رہنا گناہ ہے!

ہر جوان اور تندرست مرد و عورت جانتے ہیں، کہ جس طرح اُنہیں اپنی صحت و زندگی قائم رکھنے کے لئے کھانے، پینے، سونے، سانس لینے اور آرام کرنے کی خواہش و ضرورت ہوتی ہے۔ ویسے ہی انہیں شادی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح بوقت پیاس پانی نہ پینے اور بوقت بھوک کھانا نہ کھانے اور بوقت نیند نہ سونے سے صحت خراب ہو جاتی ہے ویسے ہی بروقت شادی نہ کرنے سے صحت خراب ہو جاتی ہے۔ بارہا دیکھا گیا ہے کہ ایک موٹا تازہ جوان طالب علم یکایک دماغ کی تکلیف وغیرہ امراض میں گرفتار ہو گیا ہے تو ڈاکٹروں نے اُس کا علاج شادی ہی بتایا اور پھر شادی کرنے پر اس کی صحت بالکل ٹھیک ہو گئی۔ ماحصل یہ کہ شادی کی ضرورت و خواہش کھانے پینے کی ضرورت و خواہش کی طرح انسان کی فطرت میں اللہ تعالےٰ نے رکھدی ہوئی ہے۔ لہٰذا جس طرح ایک جاہل انسان بوقت حاجت کھانا یا پانی چھوڑنے سے گناہ گار اور خودکشی کرنے والا ہے ویسے ہی شادی کے وقت شادی نہ کرنے والا انسان مجرم اور گنہگار ہے۔ یوں بھی اللہ تعالےٰ نے مخلوق کی پیدائش کا ذریعہ شادی ہی کو بنایا ہے۔ دھرم شاستروں میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ:-

"ایشور نے اپنا نیچے کا آدھا جسم عورت کا بنا کر اور اوپر کا نصف جسم مرد کا بنا کر نیچے کے حصے میں بیج ڈالا تھا تاکہ انسان اس سے یہ تعلیم حاصل کریں۔"

(منو دھرم شاستر ادھیائے ۱، ۲ و ویاس دھرم شاستر ادھیائے ۲)

اس لئے جو انسان قابل ہونے پر بھی شادی نہیں کرتا وہ خدا تعالےٰ کے ارادے کے خلاف کوشش کرنیوالا اور گنہگار ہے۔ اب رہے مندروں کے مہنت اور سوامی لوگ جن پر ناز کرتے ہوئے پنڈت لیکھرام صاحب یا دوسرے ہندو دوست ہمارے مقدس بزرگوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ سو یاد رہے کہ جو تندرست مرد جوانی میں شادی نہیں کرتا وہ یا بیمار رہوگا اور یا پھر بدچلن ہوگا۔ اس کے علاوہ اور کوئی تیسری صورت ہی نہیں۔ چنانچہ پچھلے سال سیتلا مندر لاہور کے مہنت صاحب کے جو واقعات ہندو اخبارات خود شایع کرتے رہے ہیں وہ اس بات کا زبردست ثبوت ہیں کہ مجرّد رہنا خطرے سے خالی نہیں اور دوسرے یہ کہ مجرّد رہنے کے دعویدار مہنت اور سوامی لوگ اکثر پاکدامن نہیں ہوتے۔ لہٰذا عقلاً بھی شادی کرنا ہی نیکی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب رہا یہ سوال کہ کس عمر کی لڑکی سے شادی کرنی چاہئیے۔ سنورت دھرم شاستر شلوک ۶۶، ۶۷، ۶۸ میں لکھا ہے :-

ترجمہ :۔ "آٹھ برس کی لڑکی گوری ہوتی ہے۔ اور نو برس کی روہنی کہلاتی ہے۔ اور دس برس کی ہوجانے پر کنیا کہلاتی ہے۔ اس کے بعد گیارہویں برس میں حائضہ کہلاتی ہے۔ لڑکی کو اگر کنواری ہوتے ہی حیض آجائے یعنی حیض آنے تک والدین اس کی شادی نہ کریں تو اُس لڑکی کے والدین اور بڑا بھائی یہ تینوں ہی جہنم کو جاتے ہیں۔ اس لئے لڑکی کو حیض آنے سے پہلے ہی بیاہ دینا چاہیئے۔ اس لئے آٹھ برس کی لڑکی کی شادی کر دینا ہی قابلِ تعریف کام ہے"

چنانچہ پاراشر دھرم شاستر ادھیائے ۷ شلوک ۶، ۷ میں بھی یہی کہا گیا ہے جو کہ سنورت دھرم شاستر کی عبارت اُوپر درج کی گئی ہے۔ ایسے ہی وسشٹھ دھرم شاستر میں آٹھ برس کی لڑکی کی شادی کرنا ہی نیکی کا کام بتایا گیا ہے۔ اب رہا منو دھرم شاستر سو اس کے ادھیائے ۹ شلوک ۹۴ میں بارہ برس اور آٹھ برس کی لڑکی کو قابلِ شادی بتاتے ہوئے اس کا شادی کرنا لکھا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے :-

ترجمہ :۔ "تیس برس کا آدمی بارہ برس کی لڑکی کے ساتھ اور چوبیس برس کا مرد آٹھ برس کی لڑکی کے ساتھ شادی کرے"

ماحصل یہ کہ لڑکی کی شادی کا وقت قابلِ تعریف تو بقول ویدک دھرم آٹھ برس اور مذموم بارہ برس ہے۔ لہٰذا جس طرح شادی کرنا ازروئے ویدک دھرم ایک نہایت ضروری اور نیکی کا کام بلکہ برہماجی کی سُنّت کو پُورا کرنا ہے ویسے ہی آٹھ برس کی لڑکی سے شادی کرنا بھی بہت بڑی نیکی ہے۔

مسئلہ تعددِ ازواج ازروئے ویدک دھرم اور اسلام

یہ تو اوپر ہم بتا چکے ہیں کہ ازروئے ویدک دھرم شادی کرنا اور پھر بیٹے پیدا کرنا ہی نجات کا واحد ذریعہ ہے اور بغیر اس کے نجات ہو ہی نہیں سکتی۔ اسلام نے بھی شادی کرنا نہایت ضروری قرار دیا ہے۔

اب ہم دکھاتے ہیں کہ یہ دونوں مذاہب تعددِ ازدواج کی بھی اجازت دیتے ہیں اور دونوں مذاہب کے مقدس بانی اور دیگر بزرگ اس پر عمل کرتے تھے۔ چنانچہ منو دھرم شاستر کے نویں ادھیائے میں تعددِ ازدواج کی اجازت موجود ہے۔ ویدک دھرم صاف کہتا ہے کہ :-

ترجمہ :۔ "اگر پہلی بیوی بیمار ہو یا اُسے محض لڑکیاں ہی ہوتی ہوں یا بیوی پہلی بیمار نہیں بلکہ مرد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اتنی طاقت و قوت کا مالک ہے کہ دو چار دس بیویاں رکھ سکے تو اس مسئلہ پر عمل کرے۔"

یہ بھی یاد رہے کہ ویدک دھرم نے کتابی احکام کو جس طرح اہمیت دی ہے ویسے ہی اپنے بزرگوں کے افعال کو ویدک دھرم ہی مانا ہے۔ صاف لکھا ہے (تنت دام کرتی شلوکے) یعنی:-

"ویدک دھرمی بزرگوں کا فعل بھی ویدک دھرم ہے۔"

اب یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کتنی بیویاں ویدک دھرم کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ ان کے مقدس بزرگوں کی زندگی ہم کو دیکھنی چاہیئے۔ سو یاد رہے کہ شری بھاگوت نے حضرت شری کرشن کی "سولہ ہزار ایک سو آٹھ" (۱۶۱۰۸) بیویاں لکھی ہیں۔ اور سوبھری رشی کی پچاس بیویاں لکھی ہیں۔ اور موخر الذکر رشی نے نوے برس کی عمر میں یہ پچاس بیویاں بیک وقت کی تھیں۔ اب رہیں ان کی کتب سو وہ ہم بتا ہی چکے ہیں کہ دھرم شاستروں نے نہ صرف تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے، بلکہ ان سب بیویوں میں خاوند کا ورثہ کس طرح تقسیم ہو، یہ احکام بھی تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ ایسے ہی شنکھ دھرم شاستر کے تیسرے ادھیائے میں تعدد ازدواج کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ برہمن کے متعلق لکھا ہے:

"برہمنی چھتریا ویشیا دیر بھاریا پری کیرتتا۔"

کہ برہمنیاں[1]، راجپوت[2] عورتیں اور ویش[3] عورتیں یہ برہمن مرد کی بیویاں کہی گئی ہیں یعنی برہمن ان تین قوموں کی عورتوں سے حسب ضرورت شادی کرے۔ ایسے ہی منو دھرم شاستر میں "پہلی بیوی سے صرف لڑکیاں ہی ہوں یا وہ مریض ہو یا بدچلن ہو یا فضول خرچ ہو یا مرد کی خواہش پوری نہ ہوتی ہو" وغیرہ وغیرہ صورتوں میں تعددِ ازدواج پر عمل کرنے کا حکم ہے۔

ایسے ہی اور کئی کتب میں تعددِ ازدواج کے احکام موجود ہیں۔ اتھرو وید اور رگوید میں اپنی سوت کو ذلیل و خوار کرنے کا طریق کئی ایک منتروں میں بیان کیا گیا ہے۔ اور اتھرو وید کے تیسرے کانڈ کے سوکت ۲۵ میں وہ چھ[6] منتر موجود ہیں۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ویدوں کے زمانے میں تعدد ازدواج کا ویدک دھرمیوں میں گئو کشی اور گائے کی قربانی کی طرح عام رواج تھا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ویدک دھرم ایک وقت میں پچاس بلکہ اس سے بھی زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔

ویدک دھرم پچاس بلکہ اس سے بھی زیادہ بیویاں ایک وقت میں رکھنے کی اجازت دیتا ہے

گوتم دھرم سوتر میں ویدک دھرم کی یہ تعریف لکھی ہے:-

"وید و دھرم مُولَم تدو دام سمرتی شیلے" (سوتر ۱ ۲۹ - ادھیائے ۱)۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترجمہ:۔ "وید اور وید کے جاننے والوں کی بنائی ہوئی سمرتی نام کی کتب اور اُن بزرگوں کا اپنا فعل یا عمل یہی ویدک دہرم ہے۔"

گیتا ادھیائے ۳ شلوک ۲۱ میں حضرت کرشن فرماتے ہیں:۔

"بزرگ مرد جیسے جو کام کرتا ہے وہ کام اسی طرح پر دوسرے اس کے ماتحت کرتے ہیں۔ وہ بزرگ اپنے فعل سے جو دلیل یا حد قائم کرتا ہے عوام اسی کی اطاعت کرتے ہیں۔"

ماحصل یہ کہ اِن بزرگوں کا فعل ہی از روئے ویدک لٹریچر ویدک دہرم ہے۔ اگر ویدک دہرم کے سرتاج بزرگوں کو دیکھا جائے تو ویدک دہرم کی رُو سے ایک وقت میں پچاس بیویاں بلکہ اس سے بھی زیادہ ایک مرد اپنے گھر رکھ سکتا ہے۔ مہرشی سوبھری بڑے پائے کے بزرگ تھے۔ ان کے بنائے ہوئے منتر ویدوں میں آتے ہیں۔ چنانچہ رگوید کے منڈل ۸ سوکت ۹۲ انہی کا بنایا ہوا ہے۔ جس کے شروع کے الفاظ یہ ہیں "ادرشی گا تووت تمہ" اس لئے اگر اِس رشی کو ویدک دہرم کا جنم داتا کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ وہ بڑھاپے میں محض عبادت کے لئے جنگل میں گئے۔ تب اس عمر میں انہوں نے راجہ ترسدسیو کی پچاس لڑکیوں سے بیک وقت شادی کی تھی۔ چنانچہ ہندی زبان کا مشہور رسالہ "کلیان" جو گورکھپور سے نکلتا ہے ماہ ستمبر ۱۹۴۳ء کی اشاعت میں پنڈت بل دیو اپادھیائے ایم۔اے نے اِس کا تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ بالا مہرشی نے بڑھاپے میں راجہ کی پچاس بیٹیوں سے شادی کی تھی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"سُووا ستو کے سُندر تٹ پر وِواہ منڈپ رچا گیا۔ مہاراج ترسدسیو نے اپنی پچاس پُتریوں کا وِواہ مہرشی سوبھری کا نو کے ساتھ پلکت ودن ہو کر سمپن کر دیا۔" ص ۶۲۱

ترجمہ:۔ دریائے سُوواستو کے کنارے پر شادی کا انتظام کرکے مہمانوں کے لئے پنڈال بنایا گیا اور پھر مہاراجہ ترسدسیو نے اپنی پچاس بیٹیوں کی شادی مہرشی سوبھری سے خوشی کے ساتھ کر دی۔"

یہ شادی مہرشی سوبھری نے آخری عمر میں کی۔ یہ بھی یاد رہے کہ راجہ ترسدسیو بھی کوئی معمولی راجہ نہیں تھے۔ بلکہ ان کا ذکر بھی رگوید میں آتا ہے۔ اور یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اس کی یہ پچاس بیٹیاں ایک بیوی سے تو نہیں ہوئی ہوں گی بلکہ کم از کم اس کی پچیس (۲۵) بیویاں ہوں گی تبھی تو بیک وقت پچاس بیٹیاں جوان ہو گئی تھیں۔ اب حضرت سری کرشنؑ کی شادیاں ملاحظہ ہوں۔ آٹھ بیویاں تو ان کی راجاؤں کی بیٹیاں تھیں۔ ان آٹھوں کے نام یہ ہیں:۔ (ملاحظہ ہو شری مدبھاگوت سکند ۱۰ ادھیائے ۵۸) رُکمنی[1]، ستیا[2] (اس کا دوسرا نام ناگن جتی تھا) جامبوتی[3]، ستیہ بھاما[4]، کالندی[5]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مادری، مِترونِدا، بھدرا۔ اِن آٹھ میں سے مِترونِدا اور بھدرا یہ حضرت کرشنؑ کی پھوپھی زاد بہنیں (پھوپھی کی بیٹیاں تھیں۔ دیکھو کتاب مذکور سکند ۱۰ ادھیائے ۸۳ شلوک ۱۵ و ادھیائے ۵۸ شلوک ۳۱) مِترونِدا دروپدی کے آگے اپنی شادی کا حال یوں بیان کرتی ہے۔

"دروپدی جی! میرے دل کو کرشن پر عاشق دیکھ کر میرے باپ نے خود ہی میرے ماموں کے بیٹے کرشن کو بُلا کر اُس کے ساتھ خوشی سے میری شادی کر دی۔" (شلوک ۱۵)

ایسے ہی لکھا ہے:۔

"مِترونِدا سری کرشن کی پھوپھی راج ادھی دیوی کی بیٹی تھی۔" (شلوک ۳۰)

بھدرا کے متعلق لکھا ہے:۔

"ستیا کی شادی کے بعد کرشن نے اپنی پھوپھی شرت کیرتی کی بیٹی بھدرا سے شادی کی۔" (شلوک ۵۶)

ان کے ساتھ لونڈیاں بھی آئی تھیں۔ مثال کے طور پر آپ ستیا کو لے لیں اس کے متعلق لکھا ہے:۔

"ستیا کے باپ ایودھیا ادھی پتی نے خوبصورت بالوں والی تین ہزار لونڈیاں جہیز میں دیں۔" (شلوک ۴۹)

اِن آٹھ بیویوں اور لونڈیوں کا ذکر کر کے پھر بعد میں لکھا ہے:۔

"ایناش چیوم ددا بھاریا تستیہ آسن سہسرشہ۔ بھومم ہتوا سن نرودت سماہرتا چارو درشناہ۔" (شلوک ۵۸)

ترجمہ:۔ سری کرشن کی اِن آٹھوں کے علاوہ اور بھی ایسی ایسی بہت سی بیویاں تھیں جو کہ راجہ بھوم کو مار کر اس کے زنان خانے سے لا کر انہوں نے اپنی بیویاں بنائی تھیں۔ اور جو کہ بہت خوبصورت تھیں۔

ماحصل یہ کہ آٹھ تو رکمنی، ستیہ بھاما وغیرہ کرشن کی بیویاں تھیں۔ ان کے علاوہ اور بھی درجنوں بیویاں حضرت کرشن کی تھیں جن کو راجہ بھوم کے زنان خانہ سے لا کر انہوں نے اپنی بیویاں بنایا تھا۔ ان کے بیٹوں کی تعداد بھی ہزاروں لکھی ہے۔

شلوک میں لفظ "سہسرشہ" کا ہے جس کے معنے ہزاروں کے ہیں۔ اور ایک شلوک میں ان کی بیویاں ۱۶۱۰۸ لکھی ہیں۔ لیکن اگر اسے مبالغہ مان لیں اور یہ کہیں کہ سنسکرت زبان میں تعداد کی زیادتی دکھانے کے لئے بھی سہسر کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو بھی دونوں صورتوں میں تعداد کی زیادتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا اعلان ہے۔ اور حضرت کرشن عمر کے بھی جوان تھے اور ان کی صحت کی یہ حالت تھی کہ جنگ مہابھارت میں کوروؤں کی لاکھوں بہادروں کی فوج کو انہی نے قتل کیا تھا۔ جنگ مہابھارت میں ۳۵ لاکھ بہادر مارے گئے تھے۔ وہ جنگ حضرت کرشن کی برکت سے ہی ہوئی تھی۔ اور انہوں نے ہی بڑے بڑے بہادر سپاہی اور جرنیل کوروؤں کے قتل کئے تھے۔ انہوں نے ارجن کو صاف کہا تھا کہ

"کوروؤں کی یہ سب فوج اور بہادر جرنیل تو مَیں نے ہی قتل کرنے ہیں۔ تیرا تو محض نام ہے۔ تو اُٹھ کر صرف بہانہ بن جا" (گیتا)

اب سوچنے کی بات ہے کہ سو بھری رشی کو بڑھاپے میں اگر پچاس بیویاں بیک وقت کرنی پڑیں تو ان کی علاوہ ان آٹھوں کے ایک سو بیویاں تو اور ضرور ہوں گی جن کو سہسرشہ کا لفظ ظاہر کر رہا ہے۔ اور ان کی جوانی کی عمر تھی اور پھر اگر بوڑھے سو بھری رشی سے ان کی صحت و طاقت دوگنا بھی مان لی جائے، تب بھی انہیں کم از کم ایک سو اور بیوی چاہیئے۔ اس حساب سے ان کی کم از کم ایکسو آٹھ بیویاں تھیں اور لونڈیاں ان ۱۰۸ کے علاوہ تھیں۔

حضرت کرشن سب اوتاروں میں بڑے اوتار مانے جاتے ہیں۔ اس لئے ان کا یہ فعل اصلی ویدک دھرم ہے۔ لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ از روئے ویدک دھرم ایک آدمی ایک وقت میں ایکسو آٹھ بیویاں رکھ سکتا ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ بھی رکھنے کی اجازت ہے۔ کیونکہ شلوک میں "سہسرشہ" کا لفظ ہے جس کے معنے ہزاروں کے بھی ہیں۔

اب رہا مذہب اسلام۔ سو قرآن کریم بھی صاف فرماتا ہے۔ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ (نساء) کہ دو تین اور چار تک بیویاں ایک وقت میں مرد رکھ سکتا ہے۔ اور بانی اسلام آنحضرت صلعم نے تعدد ازواج کے مسئلے پر عمل بھی کیا۔ اور پچپن برس کی عمر کے بعد بھی آپؐ نے شادیاں کیں۔ مسلمان تو کیا کوئی دہریہ بھی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ حضور انورؐ کی ذات وہ بے نظیر عفت و عصمت کی کان تھی جس نے اس دُنیا میں آکر ہر قسم کی بے حیائی اور فواحشات کا خاتمہ کر دیا۔ عربوں جیسی شرابخور، مشرک اور شہوت پرست قوم کو باخدا بلکہ خدا نما بنانے والے محض اور محض حضور انورؐ ہی تھے۔ یہود و نصاریٰ کی کتب اور ان کے بزرگ، ادہر وید اور ویدک دھرمیوں کے رشی یہ سب کے سب ملکر بھی ان عربوں کی عادات کو نہ بدل سکے مگر حضور انورؐ کی ذاتِ بابرکات کے باعث وہ قوم یکدم نہ صرف خود بدلی بلکہ عفت و عصمت اور توحید کے قائم کرنے کے لئے سارے جہان کی استاد بن گئی۔ اسلئے آنحضرت صلعم کے پاک اور معصوم ہونے پر کوئی دشمن بھی انصافاً شبہ نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی قرآنی تعلیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر کوئی مسلمان اعتراض نہیں کر سکتا جس نے تعددِ ازدواج کی تعلیم دی ہے۔ اور اُدھر ویدک لٹریچر اور حضرت سری کرشن علیہ السلام پر کوئی ویدک دھرمی معترض نہیں۔ اور مہرشی سوبھری کا کلام رگوید جیسی معتبر کتاب میں موجود ہے تو ایسی صورت میں سیدنا حضرت امیر المومنین کے اس نکاح پر ہندوؤں یا مسلمانوں کا اعتراض کرنا سراسر حماقت اور تنگدلی ہے۔ کیونکہ حضور کا یہ فعل اسلامی تعلیم بلکہ ویدک دھرم کی تعلیم کے بھی بالکل مطابق ہے۔ اور بانیٔ اسلام آنحضرت صلعم اور ویدک دھرم کے جنم داتاؤں حضرت سری کرشن اور مہرشی سوبھری وغیرہ کی یہ سُنّت ہے۔

بعض ہندو اور مسلم اخبارات کے ایڈیٹروں سے ایک ضروری سوال!

میں نے سُنا ہے کہ بعض ہندو اور مسلم اخباروں کے ایڈیٹروں نے حضور کے اس نکاح پر بہت سے اعتراضات کئے ہیں۔ میں ان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین کا یہ نکاح قرآن کریم کی تعلیم اور حضرت محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوہ کے بالکل مطابق ہے۔ اور ادھر ویدک دھرم کی تعلیم اور حضرت سری کرشنؑ کی سُنّت بھی ہے۔ اس لئے اس پر اعتراض کرنے والے ہندو اور مسلمان دو باتوں سے خالی نہیں۔ یا تو وہ اپنی مذہبی تعلیم سے اور اپنے پیشواؤں کے حالات سے بالکل بے خبر ہیں اور یا پھر ان لوگوں میں سے ہیں جن کو قرآن کریم اور حضرت محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ویدک دھرم اور حضرت کرشن علیہ السلام سے دلی عداوت ہے۔

اے معترض ایڈیٹر صاحبان! اب آپ مجھے بتائیں کہ آپ کس گروہ سے ہیں؟ آیا اس گروہ میں سے جو کہ اپنی مذہبی تعلیم سے بالکل بے خبر اور اپنے پیشواؤں کے حالات سے بالکل ناواقف ہے یا اُس بدنصیب گروہ میں سے ہیں جن کو قرآن کریم اور حضرت محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسی پاک ہستی اور حضرت سری کرشنؑ اور مہرشی سوبھری جیسے مقدس انسانوں سے دلی عداوت ہے۔ آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اپنی پوزیشن کو واضح کرتا ہوا اِس سوال کا جواب دے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"مسجد اقصیٰ"

(از جناب بشارت احمد صاحب امروہی مولوی فاضل قادیان)

عبدالحی صاحب واقف تحریک جدید کا ایک مضمون بعنوان "مرکز سلسلہ قادیان۔ اسکی اہمیت اور ضرورت" رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ ماہنامہ اردو کی ماہ ظہور ۱۳۲۳ھش کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے وہ رسالہ ہذا کے صفحہ ۴۱ پر لکھتے ہیں کہ:۔

"قادیان ہی وہ مقام ہے جس کی دو مساجد بھی خدا تعالےٰ کے نشانوں میں سے عظیم الشان نشان ہیں۔ ان میں سے مسجد اقصٰے کا ذکر تو خدا کی کتاب میں ہے اور مسجد مبارک کے متعلق یہ فرمایا گیا کہ مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ"

عبدالحی صاحب کو اس جگہ مسجد اقصٰے نامی مسجد کے قادیان میں ہونے سے یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ وہ وہی مسجد اقصٰے ہے جس کا ذکر آیت کریمہ سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلاً من المسجد الاقصیٰ الخ میں بیان ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ مسجد اقصٰے مسجد مبارک ہے جس کے متعلق یہ الہام ہے۔ مبارک و مبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مندرجہ ذیل تحریر اس امر کو اچھی طرح واضح کر دیتی ہے آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"اب اس رسالہ کی تحریر کے وقت (خطبہ الہامیہ۔ ناقل) میرے پر یہ منکشف ہوا کہ جو کچھ براہین احمدیہ میں کشفی طور پر میں نے دیکھا۔ یعنی یہ کہ اس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے۔ درحقیقت یہ صحیح بات ہے۔ کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ قرآن شریف کی یہ آیت کہ سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ معراج مکانی و زمانی دونوں پر مشتمل ہے۔ اور بغیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے معراج ناقص رہتا ہے۔ پس جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکتِ اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا برکاتِ اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہنچا دیا۔ پس اس پہلو کی رُو سے جو اسلام کی انتہاء زمانہ تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سَیر کشفی ہے۔ مسجد اقصےٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے مبارک و مبارک وکلّ امر مبارک یجعل فیہ۔"

پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خط کشیدہ تحریر سے صاف پتہ لگتا ہے کہ مسجد اقصےٰ جس کا ذکر خدا کی کتاب میں ہے وہ مسجد مبارک ہے۔ مسجد اقصےٰ نامی مسجد، مسجد اقصےٰ نہیں۔ اور اسی مسجد اقصےٰ کے متعلق الہام مبارک و مبارک وکلّ امر مبارک یجعل فیہ ہے۔

نیز حضرت امام مطاع سیدنا المصلح الموعود امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وہ ارشاد مسجد مبارک کے متعلق جبکہ نمازیوں کی تعداد بہت تھوڑی رہ گئی تھی فرمایا تھا اور جو متعدد بار الفضل میں شائع ہوا ہے اس کا مفہوم یہ ہے۔ فرمایا:۔

"قادیان والے اس مسجد کو اہمیت نہ دے کر خدا کے غضب کو بھڑکا لیں گے چاہئے کہ پانچوں نمازیں اسی مسجد میں ادا کی جائیں۔ ورنہ کم از کم ایک نماز تو قادیان کا ہر فرد مرد اسی مسجد میں ادا کرے۔ اور باہر والے قرب وجوار کے ہفتہ میں ایک بار۔ بلکہ آپس میں باریاں مقرر کر لیں جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ رض کیا کرتے تھے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا:-

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفینِ اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شایع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے تو بر وقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائے گا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرونِ ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے، ورنہ عدمِ تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ داری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیلِ زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اُردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے، اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:-

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایکسو چوالیس روپے	دوسو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایکسو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں!

(صرف)

پچیس (۲۵) روپے میں!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۷۰ کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں، صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہوگئی ہیں اس لئے قیمت پچیس ۲۵ روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:-

براہین احمدیہ مکمل	تریاق القلوب
کتاب البریہ	ایام الصلح
آئینہ کمالاتِ اسلام	اربعین ہر چہار حصّہ
شہادۃ القرآن	نسیم دعوت
نور القرآن	تذکرۃ الشہادتین
ملفوظات	حقیقۃ الوحی
مسیح ہندوستان میں	لُجّۃ النّور

یہ سب کتابیں نئی ہیں آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں!

مینیجر رسالہ ریویو اردو۔ قادیان